مولانا محمد صدیق دامت برکاتہم
(شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس)

ترتیب وتدوین: حافظ اخلاق احمد
(مدرس مدرسہ معمورہ ملتان)

میں اور شاہ جی

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ یادیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق دامت برکاتہم اپنی مجالس اور بعض دروس میں حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات سناتے رہتے ہیں۔ آپ کے شاگرد اور ہمارے مدرسہ معمورہ کے استاد حافظ اخلاق احمد نے انھیں مرتب کرلیا، افادۂ عام کے لیے یہ غیر مطبوعہ واقعات نذر قارئین کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

شاہ جی سے میری پہلی ملاقات:

قیام پاکستان سے قبل مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں، مَیں طالب علم تھا، میری جلسہ کے موقع پر مہمان خانے کی ڈیوٹی تھی۔ کھانے کا انتظام میرے ذمہ تھا۔ میں تین دن تک مہمان خانے میں رہا، جلسہ گاہ نہ جاسکا اور نہ ہی کسی سے ملاقات ہوسکی۔ تیسرے دن سالن بچ گیا تو میں نے اپنے نگران حضرت مولانا عبداللہ رائے پوریؒ (شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال) سے عرض کیا کہ سالن کافی بچ گیا ہے، میں آٹا گوندھ کر روٹی پکادوں گا۔ آپ باورچیوں کی چھٹی کردیں ایک دن کی مزدوری بچ جائے گی۔ فرمانے لگے واہ واہ آپ نے بڑی اچھی بات کی۔ چنانچہ میں آٹا گوندھ کر سر پر پرات رکھ کر جارہا تھا کہ آگے گلی میں حضرت شاہ جی کا جلوس آرہا تھا۔ یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ شاہ جی باہر نکلیں اور تنہا ہوں۔ وہ جب بھی چلے تو اُن کے ساتھ لوگوں کا ایک ہجوم چلتا۔ مولانا عبداللہ صاحب میرے نگران بھی ساتھ تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب کو مجھ پر ترس آیا کہ اس طالب علم نے تین دن سے حضرت شاہ جی کی زیارت اور ملاقات نہیں کی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر میرے سر سے آٹے والی پرات لی اور مجھ سے فرمانے لگے حضرت شاہ جی سے مصافحہ کرلو۔ شاہ جی سے کہا کہ کہیں یہ نہ سمجھے کہ یہ بے چارا بنا سلام کیے جارہا ہے۔ مولانا عبداللہ صاحب نے کہا کہ بے چارا طالب علم ہے۔ شاہ جی طالب علموں سے بہت محبت کرتے تھے، شاہ جی نے بجائے مصافحہ کرنے کے مجھے گلے لگالیا اور جھومنے لگ گئے۔ فرمایا طالب علم اور بے چارا؟ طالب علم اور بے چارا؟ اللہ اسے باچارا کرے، اللہ اسے باچارا کرے۔ میں اپنے بارے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس بزرگ کی دعا نے مجھے بہت باچارا کیا۔ اللہ نے میرے اوپر بہت سے انعامات کیے، یہ میری حضرت شاہ جی سے پہلی ملاقات تھی۔

گڑ والی چٹنی:

شاہ جی طالب علموں سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ ہم اپنے مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں کھانا کھانے

سے پہلے چٹنی رگڑ رہے تھے تو شاہ جی بھی ادھر تشریف لے آئے۔اسی زمانے میں آپ کے بڑے فرزند حافظ سید عطاء المنعم شاہ صاحب بھی خیر المدارس میں پڑھتے تھے اسی وجہ سے شاہ جی سال میں تین چار مرتبہ خیر المدارس آیا کرتے تھے، تو شاہ جی آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور کہا کہ لاؤ تمہیں چٹنی بنانا سکھاؤں۔ پھر کہا گُڑ لاؤ، تو آپ نے چٹنی میں گُڑ ڈالا اور خود ہی چٹنی رگڑنے لگ گئے اور پھر ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔

یا اباہ:

ایک مرتبہ ہم ''کافیہ'' کا تکرار کر رہے تھے کہ شاہ جی آگئے اور ہمارے درمیان آ کر بیٹھ گئے، میں تکرار میں کہہ رہا تھا کہ کبھی کبھی منادیٰ پر بالمبا کرنے کے لیے الف اور ہا بڑھا دی جاتی ہے جیسے ''**یــا زیــداہ**'' تو شاہ جی نے مجھے فرمایا میں اگر ''اَب'' کو آواز دوں گا تو کیا کہوں گا ''**یا اباہ، یا اباہ**''۔تم اس کا جواب لاؤ تو میں خاموش ہو گیا، پھر اس کے بعد جب جانے لگے تو سب طالب علم مصافحہ کرنے لگے، میں مصافحہ کرنے لگا تو بطور مزاح فرمایا کہ میں مصافحہ نہیں کروں گا جب تک **زیـداہ** کے ''ہ'' کا جواب نہ لاؤ گے کہ کیا جواب ہے۔

میرے اللہ:

ایک مرتبہ میں اکیلا خیر المدارس میں بیٹھا تھا کہ شاہ جی تشریف لے آئے۔شاہ جی بھی اس وقت اکیلے تھے میں نے فرطِ محبت میں کہا ''میرے اللہ''۔شاہ جی فرمانے لگے کیوں تیرے ہی اللہ ہیں کسی اور کے اللہ نہیں ہیں، میں طالب علم تھا، میں نے جلدی سے وہ عبارت پڑھ دی جس کا مفہوم ہے کہ ''نام لے کر کسی کا حکم لگانے سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی''۔میں نے اس وقت کی طالب علم کی اصطلاح کے لحاظ سے اس کو پڑھ کر سنا دیا کہ تخصیص کرنے سے کسی کے نام کا حکم لگا کر دوسروں کی نفی نہیں ہوتی۔میرے اللہ کہنے سے دوسرے کے اللہ کی نفی نہیں ہوتی۔شاہ جی نے فرمایا کہ ''محمد رسول اللہ''؟ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں نے کہا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنے تو کسی اور کے رسول ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔یہ ساری بحث جب میں نے کی تو فرمایا اب تو کسی کو اور رسول کہتا ہے؟ بتا اب تو کس کو اور رسول کہتا ہے؟ میں تو کسی اور کو رسول مانتا نہیں تھا پھر میں خاموش ہو گیا۔

سبق یاد کرنے کا وظیفہ:

ایک دفعہ مدرسہ تشریف لائے، آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے تو ہم طالب علموں نے شاہ جی کو دبانا شروع کر دیا۔حضرت شاہ جی ہم سے فرمانے لگے محنت سے پڑھا کرو۔میں نے کہا جی محنت سے تو پڑھتے ہیں لیکن ہمیں یاد نہیں رہتا۔فرمانے لگے اس کا حل میں بتاتا ہوں۔سبق پڑھنے سے پہلے تین دفعہ **سبحانک لا علمنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم** پڑھ لیا کرو، سونے سے پہلے اوّل آخر تین مرتبہ درود شریف اور سات مرتبہ یہ آیت پڑھ کر سو جایا کرو

تو ان شاء اللہ اس کی میں ضمانت دیتا ہوں تمہیں سبق یاد رہے گا۔

عجیب مخرص:

ایک دفعہ حضرت شاہ جی مدرسہ تشریف لائے اور دورہ حدیث کے سبق میں بیٹھ گئے۔ سبق میں وہ حدیث پڑھائی جارہی تھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **واللہ لا ادری ما یفعل بی** (اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا) اس سے پہلے یہ ہے کہ کسی نے میت کی تعریف کی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ نبی ہو کر میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ توجیہ بتلائی کہ دنیا کے اعتبار سے نہیں جانتے تھے آخرت کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے۔ تب ہی تو تبلیغ کرتے تھے۔ حضرت توجیہ کرتے تھے کہ ''**ما یفعل بی**'' دنیا کے لحاظ سے ہے۔ شاہ جی سبق سے یہ بات سن کر آ گئے۔ جب سب طالب علم بیٹھ گئے تو شاہ جی تشریف لائے اور عطاء المنعم شاہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ فرمایا آؤ مجھے بتلاؤ کیا پڑھ کے آئے ہو؟۔

یہ بات تو ہو رہی تھی آخرت کی، کہنے والا صحابی آخرت کے بارے میں کہہ رہا تھا، آپ لوگ توجیہ کر رہے ہیں دنیا کے لحاظ سے۔ تو جب بات آخرت کی چل رہی ہے تو دنیا کے لحاظ سے یہ بات کیسے بن گئی۔ سارے ساتھی خاموش رہے میں بھی اس وقت بیٹھا تھا، اللہ نے میرے دل میں ایک جواب ڈالا، میں نے عرض کیا کہ میں جواب دے دوں، شاہ جی نے نگاہ میری طرف اٹھا کر دیکھا تو میں کانپنے لگ گیا۔ کیونکہ شاہ جی کا رعب بہت تھا۔ شاہ جی نے کہا کہو، کہو، میں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر ہمیں ایک آیت کے مضمون کی تعلیم دے رہے ہیں اللہ نے فرمایا **لا تقف ما لیس لک بہ علم** (جس چیز کا علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو) تو چونکہ مخاطب کو آخرت اور دنیا کے لحاظ سے علم نہیں تھا اس لیے ان کو اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ جس بات کا علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ دنیا کے بارے میں علم نہیں تھا اس لیے فرمایا دنیا کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں اس لیے میں اس کے پیچھے نہیں پڑتا۔ حضرت شاہ جی نے فرمایا عجیب مخرص نکالا ہے، عجیب مخرص نکالا ہے۔ کیا پڑھتے ہو؟ میں نے کہا مشکوٰۃ شریف۔ فرمایا بخاری پڑھو گے تو کیا غضب ڈھاؤ گے۔

تُرشی قاطع محبت:

ایک دفعہ شاہ جی تشریف لائے۔ برسات کا موسم تھا، میں لیموں کی شکنجبین بنا کر لے گیا پیش کی تو فرمایا کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کیا شکنجبین لایا ہوں۔ فرمایا یہ تُرش ہوتی ہے؟ میں نے کہا کچھ تُرش ہوتی ہے، فرمایا محبت سے لائے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں محبت سے لایا ہوں، فرمایا تمہیں پتہ نہیں کہ تُرشی قاطع محبت ہوتی ہے۔

شاہ جی کی محبت وشفقت:

عام طور پر جلسہ کے دنوں میں جلسہ گاہ میں میری ڈیوٹی حضرت شاہ جی کی خدمت میں لگتی تھی۔ شاہ جی بھی محبت

کرنے لگ گئے تھے اور ہم بھی ان کی خدمت کرنے لگ گئے تھے۔ ایک دفعہ شاہ جی کہیں گئے ہوئے تھے اور کسی کے گھر مہمانوں کی دعوت تھی تو سب مہمانوں کو لے جا کر ہم نے دعوت کھلائی۔ شاہ جی کے بارے میں یہ خیال آیا کہ جہاں یہ گئے ہیں وہیں کھانا کھا کر آجائیں گے، جب واپس آئے تو رات کے نو یا دس بجے تھے۔ مجھے لمبا بھائی کہا کرتے تھے۔ فرمایا لمبے بھائی کھانا لاؤ۔ اب میرے دل میں خیال ہوا کہ جہاں اور چلے گئے ہیں وہاں جا کر کھانا کھلاتا ہوں۔ میں گیا تو راستہ بھول گیا، گھومتا رہا، دیر سے آیا تو میں نے آکر ساری بات صاف صاف بتلا دی کہ قصہ یہ تھا کہ کہیں دعوت ہوئی تھی جس کی وجہ سے کھانا یہاں نہیں پکا تھا اس لیے ہم نے آپ کے لیے نہیں رکھا، میں لینے گیا تو راستہ بھول گیا۔ مجھے وہ گھر ہی نہیں ملا جہاں سے کھانا لانا تھا۔ جس وقت میں واپس آیا تو شاہ جی نے فرمایا تم کس وہم میں پڑے رہے ہم نے تو دوزخ بھرنا تھا چنے منگوا کر بھر لیا۔ میرے دل میں خیال تھا کہ صبح کو ہماری شکایت لگے گی کہ انہوں نے شاہ جی کا خیال نہیں کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کے میں نے تو اکثر کو بتایا تھا کہ ہم سے یہ غلطی ہوئی کہ ہم نے حضرت شاہ جی کا خیال نہیں کیا لیکن حضرت شاہ جی نے کبھی کسی کو یہ بات نہیں بتلائی کہ انہوں نے ہمیں کھانا نہیں کھلایا جیسا کہ مہمان کو جب نہ کھلایا جائے تو وہ ذمہ داروں کے پاس شکایت کرتا ہے۔

مطوّلُ المعانی:

ایک دفعہ میں نے چائے وغیرہ کا سامان لا کر سامنے رکھا تو مجھ سے پوچھا کیا پڑھاتے ہو؟ میں نے کہا ''مختصر المعانی'' فرمایا۔ تمہیں مختصر المعانی کس نے دے دی؟ میرے استاذ حضرت مولانا عبداللہ صاحب پاس بیٹھے تھے وہ کہنے لگے کہ کچھ سمجھ لیتا ہے، سمجھا لیتا ہے اور سمجھدار ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ کوئی غلطی ہوئی ہوگی جو شاہ جی یہ فرماتے ہیں کہ اس کو مختصر المعانی کس نے دے دی۔ کہا نہیں نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ اس کو مختصر المعانی نہیں بلکہ ''مطوّل المعانی'' دینی چاہیے تھی (لمبے بھائی کی مناسبت کی وجہ سے) اسے مختصر نہیں مطول دینی چاہیے تھی۔

شاہ جی کی علمی باتوں میں مہارت:

حضرت شاہ صاحب علمی باتوں میں بھی بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ ایک آیت ہے جس میں ہے **تَوَفَّنَا مع الابرار** (جب نیکوں کی موت آئے تو ہمیں بھی موت دے) اس کا مطلب یہ کہ اکٹھے مریں، اکٹھے مرنے کا مطلب کیا ہوا۔ عام توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ جب زمانہ نیکوں کے یہاں سے چلے جانے کا ہو تو ہمیں بھی اسی زمانے میں لے جا گویا کہ معیت قرنی مراد ہے۔ معیت غایتی مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس وقت میں ہمیں بھی موت دے دے جب کہ آپ نیکوں کو موت دیں،۔ حضرت شاہ جی فرماتے تھے اس تکلف کی کیا ضرورت ہے اس **توفنا** کو آپ اپنے اصلی معنوں میں رکھو ''**تُوَفِّی**'' کہتے ہیں پورا کرنے کو، پورا ڈالنے کو تو معنیٰ یہ کرو کہ **توفنا مع الابرار** اے اللہ نیکوں کے ساتھ ہماری بھی پوری ڈال، یہ حضرت کا علمی کارنامہ تھا۔ (علماء کی ایک مجلس میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری سے فرمایا میں نے اس آیت

کا پنجابی ترجمہ کیا ہے۔ ''تے پوری پا ساڈی نال نیکاں دے'' حضرت مولانا خیر محمد صاحب نے فرمایا: ''شاہ جی آپ نے بالکل صحیح ترجمہ کیا ہے۔'')

شاہ جی کا علمی ذوق:

اکثر ہم شاہ جی کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ میں اور مولانا فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دونوں شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہوئے، شاہ جی نے ہم سے فرمایا کہ ایک آیت ہے اس کا مطلب بتاؤ، **ان الانسان لربہ لکنود** (بے شک انسان اپنے رب کے لیے ناشکرا ہے) جب ہم نے ترجمہ کرلیا تو معلوم ہوا کہ کل انسان ناشکرے ہیں۔ شاہ جی نے فوراً اعتراض کے طور پر کہا اللہ تو کہتا ہے **وقلیل من عبادی الشکور**، کچھ میرے بندے شکر گزار بھی ہیں۔ میں نے کہا جی ''**الانسان**'' پر الف لام استغراقی نہیں عہدی ہے۔ شاہ جی اس طرح کی علمی باتوں سے محظوظ ہوتے تھے۔

ظرافت:

ایک مرتبہ میں اور مولانا فیض رحمۃ اللہ علیہ شاہ جی کی مجلس میں گئے اور جاتے ہوئے ہدیہ کے طور پر انگور لے گئے۔ حضرت شاہ جی کو شوگر تھی تو آپ نے بطور ظرافت فرمایا یہ نمکین ہے؟ مطلب یہ ہے کہ نمکین چیز لانی چاہیے تھی۔ میٹھی نہیں لانی چاہیے تھی۔

شاہ جی کا حسن سلوک:

انتظامیہ دارالعلوم ربانیہ نے شاہ جی سے جلسہ کی تاریخ لی تھی۔ جلسہ میرے گھر کے قریب تھا، میں شاہ جی سے بہت زیادہ مانوس تھا اس لیے بطور خدمت کے دارالعلوم ربانیہ چلا گیا، شاہ جی بھی مجھ سے خاص شفقت فرماتے تھے۔ میں نے دبانا شروع کر دیا، شاہ جی سو گئے میں دباتا رہا۔ رات کا ڈیڑھ (1:30) بج گیا۔ حضرت شاہ جی بیدار ہوئے تو فرمانے لگے تم ابھی دبا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ یہ بات میں نے وفا کے خلاف سمجھی کہ آپ بیٹھے ہوں تو دباؤں اور آپ سو جائیں تو میں بیٹھ جاؤں۔ شاہ جی اُٹھ کر بیٹھ گئے، فرمایا کہ تم تھک گئے ہوگے، یہ کہہ کر شاہ صاحب نے میرے بازو پکڑ کر دبانا شروع کر دیے۔ میں نے بہت عذر کیا لیکن حضرت نے فرمایا تم تھک گئے ہوگے۔ پہلے ایک بازو دبایا پھر دوسرا بازو دبایا اور پھر بعد میں فرمایا کہ اب جاؤ اور جا کر سو جاؤ۔ یہ ایک میرے ساتھ منفرد واقعہ ہے، میرے خیال میں شاہ صاحب نے میرے علاوہ اور کسی کے بازو نہیں دبائے ہونگے۔ مجھے آج بھی اس پر فخر ہے۔

شاہ جی کی خطابت کا معتقد:

جالندھر کے مشہور بازار میں شاہ جی کی تقریر تھی، ہمیں استادوں نے منع کر دیا کہ تم نے شاہ جی کے جلسے میں نہیں جانا، جیسے کہ مدرسوں کے اصول ہوتے ہیں کہ راتوں کو جو تقریر پر جائے گا اس کو دوسرے دن سبق میں پریشانی ہوگی نہ

مطالعہ ہوگا اور نہ ہی سبق یاد ہوگا۔ لیکن جو ہمارے نگران تھے وہ خود چلے گئے، انہوں نے واپس آ کر کہا کہ میں آج شاہ جی کی خطابت کا معتقد ہو گیا ہوں ہم نے کہا کیسے، ہمارے نگران کہنے لگے کہ لیگیوں نے ارادہ کیا تھا کہ شاہ جی کی تقریر نہیں ہونے دینگے، اس کا طریقہ انہوں نے یہ اختیا کیا ہوا تھا کہ دورانِ تقریر شاہ جی سے بے تحاشا سوال کریں گے جس سے شاہ جی تقریر نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے نگران کہنے لگے کہ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک طرف سے لیگیوں کا سوال ہوتا شاہ جی اس کا جواب دیتے پھر دوسری طرف سے ایک اور لیگی کھڑا ہو کر اعتراض کرتا شاہ جی اس کا بھی جواب دیتے۔ شاہ جی کا کمال یہ تھا کہ ہر ایک کا جواب بھی دیتے جاتے اور اپنی تقریر کا تسلسل بھی باقی رکھتے۔

واعظ کو نصیحت:

میرے ایک دوست حافظ احمد دین صاحب وعظ کرنے شروع ہو گئے تھے۔ شاہ جی کو پتا چلا کہ وہ وعظ کرنے جاتے ہیں تو ایک بار شاہ جی نے انہیں بلایا اور کہا کہ تم وعظ کرنے جاتے ہو اگر ثواب لینا ہے تو میری تین باتیں سن لو۔
(۱) کسی سے کوئی کرایہ طے نہیں کرنا (۲) اگر وہ کرائے کی مد میں کوئی خدمت کریں تو مت گننا (۳) اپنا کرایہ ضرور ساتھ لیکر جانا

حضرت تھانوی اور شاہ جی کی محبت:

حضرت شاہ جی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی زیارت کرنا چاہتے تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب سے ذکر کیا کہ میں حضرت کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ ڈر لگتا ہے آپ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت نے ذکر کیا کہ شاہ صاحب آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سے ڈر لگتا ہے، یہ آپ سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا باہر چارپائی بچھاؤ، چارپائی بچھائی گئی، تو اس کے بعد حضرت سفید ٹوپی پہنے چارپائی کے درمیان میں بیٹھ گئے۔ حضرت تھانوی نے فرمایا میں نے سنا تھا کہ شاید عطاء اللہ شاہ صاحب ڈرتے ہیں اس لیے میں نے دیہاتی وضع اختیار کی تاکہ آپ کا ڈر دور ہو جائے اور رعب نہ ہو۔ شاہ جی فرماتے ہیں کہ میں جاتے ہوئے حضرت کی خدمت میں بطور ہدیہ کچھ پھل لے گیا تھا۔ جس وقت میں پیش کرنے لگا تو دل میں خیال آیا کہ ان کی دائیں طرف رکھوں یا بائیں طرف رکھوں۔ کبھی میں ٹوکری دائیں طرف کرتا ہوں، کبھی بائیں طرف کرتا ہوں، پھر دل میں خیال آیا کہ شاید غصے نہ ہو جائیں اس لیے میں پائنتی کی طرف رکھ دیتا ہوں۔ آخر میں نے نیچے پاؤں میں رکھ دی۔ حضرت تھانوی نے فرمایا کہ شاہ صاحب یہ تو سر پر رکھنے کے قابل تھی۔

مولانا محمد علی جالندھری اور شاہ جی:

مولانا محمد علی جالندھری صاحب نے ایک واقعہ مجھے حضرت شاہ جی کا سنایا تھا۔ شیخوپورہ کے علاقہ کی طرف مسلم لیگ نے قادیانی کو ممبر بنانے کے لیے الیکشن میں کھڑا کر دیا۔ مجلس احرار کی یہ پالیسی تھی کہ الیکشن میں حصہ نہیں لینا لیکن

جہاں کوئی قادیانی کھڑا ہوگا تو اس کی مخالفت کرنی ہے تا کہ وہ ناکام ہوجائے۔ تو اس سلسلہ میں مولانا محمد علی صاحب کو بھیجا گیا۔ وہ اس علاقے میں تشریف لے گئے تا کہ اس کے خلاف لوگوں کو بتلائیں کہ یہ قادیانی ہے اس کو کامیاب نہیں کرانا اس لیے جلسہ رکھا ہوا تھا۔ تھانیدار نے آ کر کہا کہ مولانا آپ آج جلسہ نہ کریں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے تھانے دار کو کہا کہ تو قادیانی ہے؟ وہ رو پڑا اس نے کہا کہ قادیانیوں نے آپ کے جلسہ کو نقصان پہنچانے کے لیے جو تیاریاں کی ہیں میری مختصر سی فورس اس کا جواب نہیں دے سکتی۔ کل کو میں اور فوج لے کر آؤں گا تو آپ کل جلسہ کر لینا۔ مولانا کہتے ہیں میں نے کہا ہم نے جلسہ نہ کیا تو ساتھی کمزور پڑ جائیں گے، بزدل ہوجائیں گے اور وہ سمجھیں گے کہ قادیانیوں کا رعب ہے اس لیے ہم نے ہر حال میں جلسہ کرنا ہے۔ چنانچہ ہم نے اسی خطرے والے حالات میں جلسہ کیا۔ اللہ کا فضل ہوا ہم نے کامیاب جلسہ کیا۔ قادیانی سوچنے لگے کہ ان کا تو اتنا رعب ہوگیا ہے کہ تھانے دار کے منع کرنے کے باوجود بھی یہ جلسہ کر رہے ہیں۔ اس طرح قادیانیوں پر رعب بڑھ گیا۔ اس لیے قادیانیوں نے کچھ نہیں کیا، یہ سارا واقعہ جب میں نے حضرت شاہ جی کو سنایا تو شاہ جی فرمانے لگے:

''تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تم کو بھیج کر سو گیا تھا؟ میں بھی ساری رات مصلے پر بیٹھا رہا اور دعا کرتا رہا۔ اللہ میرے محمد علی کو سلامتی کے ساتھ واپس لانا۔''

معیارِ تقویٰ:

ایک واقعہ مولانا محمد علی نے اور بھی سنایا کہ ہم کسی سرکاری میٹنگ میں چلے گئے۔ واپس آ کر شاہ جی کو رپورٹ دینی تھی۔ میں آ کر بتانے لگا کہ پہلے یہاں گئے پھر وہاں گئے، پھر آگے چائے کا انتظام تھا۔ شاہ جی نے پوچھا پھر آپ نے چائے پی لی؟ مولانا کہنے لگے میں نے کہا دال میں کالا ہے میں خاموش رہا۔ پھر پوچھا چائے پی تھی؟، میں پھر خاموش رہا، تیسری مرتبہ انہوں نے فرمایا آپ نے چائے پی تھی؟ میں نے کہا جی ہاں پی تھی۔ فرمایا کہ آج کچھ مت بیان کرو جو اُن کی چائے پی لے اس کی رائے خالص نہیں رہتی۔

وسعت ظرف:

مجلس احرار کا جلسہ تھا، صدارت مولانا خیر محمد صاحب کی تھی، جلسے کے بعد کسی نے پوچھ لیا کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے؟ شاہ جی فرمانے لگے سب مسلمانوں کے پیچھے ہوجاتی ہے، جب انھوں نے یہ کہہ دیا تو مولانا خیر محمد صاحب فرمانے لگے کہ میرے دل میں خیال آیا یہ تو غلط مسئلہ بیان ہوگیا ہے اب ادھر شاہ جی ہیں شاہ جی کا مجمع ہے اور میں ایسے مجمع میں شاہ جی کے خلاف بات کیسے کروں، لیکن پھر میں نے حوصلہ کیا اور میں نے کہا کہ حق صدارت میں کوئی بات کہنا چاہتا ہوں تو سب لوگ خاموش ہوگئے، فرمایا دو قصے ہیں ایک ہے انگریز کو ملک سے کیسے نکالنا ہے اس کے بارے

میں شاہ جی زیادہ جانتے ہیں کہ کیسے نکالنا ہے کن لوگوں کو ساتھ ملانا ہے کن لوگوں کو ساتھ چلانا ہے، باقی جائز ناجائز باتیں ہم زیادہ جانتے ہیں، غیر مقلدوں کے پیچھے اتنے وجوہ سے نماز صحیح نہیں ہوتی۔شاہ جی کا ظرف اتنا وسیع تھا کہ فوراً فرمایا کہ جو مسئلہ مولانا خیر محمد صاحب نے بتلایا ہے وہ ہی صحیح ہے، فرمایا بعد میں کچھ لوگ آئے اور کہا کہ اگر آپ نہ بتلاتے تو اس دوران ہم سب نے غیر مقلد ہو جانا تھا۔ کیونکہ وہاں سے شرط لگ کر آئی تھی کہ تمہارے پیچھے اگر نماز ہوتی ہوئی تو ہم بھی غیر مقلد ہو جائینگے۔

مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ جی کی محبت:

ایک مرتبہ مسلم لیگیوں نے اپنے کسٹوڈین سے کہا کہ تم نے اتنا بڑا علاقہ مولانا خیر محمد صاحب کو الاٹ کر دیا ہے یہ تو احرار کا اڈا بن رہا ہے، یہاں تو احرار لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری آتے ہیں۔اس نے مولانا خیر محمد کو طلب کر لیا اور کہا کہ ہم نے تم کو اتنی بڑی جگہ الاٹ کی ہے یہ تم احرار کا اڈا بنا رہے ہو (مقصد یہ تھا کہ ہم تم سے واپس لیتے ہیں)۔مولانا خیر محمد صاحب نے ان سے کہا کہ آپ صحیح بتلائیں کہ آپ بیٹھے ہیں اگر عطاء اللہ شاہ بخاری آجائیں آپ ان سے کیا سلوک کرو گے؟ ان سے یہ کہو گے کہ نکل جاؤ؟ اس نے کہا نہیں بلکہ ان کا بہت اکرام کرونگا وہ تو بڑی شخصیت ہیں۔مولانا خیر محمد صاحب نے فرمایا شاہ جی تیرے دوست بھی نہیں ہیں تو اتنا اکرام کرے گا وہ تو میرے دوست ہیں تو میں کتنا اکرام کروں گا۔

قرآنی آیت سے استدلال:

حضرت شاہ جی کا ایک کمال تھا کہ اگر کوئی علمی بات متحضر ہوتی تو حضرت مولانا خیر محمد سے اطمینان کیے بغیر مجمع میں نہیں بیان کرتے تھے، حضرت مولانا خیر محمد صاحب کو شاہ جی دو وجوہ کی بنا پر استاد بھی کہا کرتے تھے۔ایک تو یہ کہ مولانا خیر محمد صاحب میرے بیٹے کے استاد ہیں اور دوسری وجہ یہ تھی کہ علمی بات متحضر ہونے پر حضرت سے پوچھے بغیر مجمع میں بیان نہیں کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت شاہ جی نے مولانا خیر محمد کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا ذوق یہ کہتا ہے حضرت مریم علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام جس انسانی شکل میں آئے تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک تھی۔اس لیے کہ قرآن میں آیا ہے بَشَراً سَوِیًّا (کامل بشر) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل کوئی بشر نہیں ہے اس آیت سے یہ میرا استدلال ہے۔مولانا خیر محمد صاحب نے فرمایا کہ شاہ جی میرا ذہن بھی یہ ہی کہتا ہے جو آپ فرما رہے ہیں۔لیکن کہیں لکھا دیکھا نہیں ہے۔اس کے بیان کرنے میں فتنے کا خطرہ ہے اس لیے اس کو عام مجمع میں بیان نہ کیا جائے۔

☆......☆......☆